Regd. S. No. 1411

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۷ | ۱۵ صلح ۱۳۳۳ ہش - ۱۵ جنوری ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۱

امریکہ طاقت کے ذریعہ کوریا کو متحد کرنے کی ذمہ داری قبول کرنا نہیں چاہتا

سینٹ کی امور خارجہ کمیٹی سے امریکی وزیر خارجہ جان فوسٹر ڈلس کا خطاب

واشنگٹن ۱۴ جنوری:۔ امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر جان فوسٹر ڈلس نے کہا ہے۔ کہ امریکہ کی حکومت طاقت کے ذریعہ کوریا کو متحد کرنے کی ذمہ داری قبول کرنا نہیں چاہتی۔ کل انہوں نے سینٹ کی تعلقات خارجہ کمیٹی سے خطاب کرتے ہوئے اس امر کا انکشاف کیا۔ وزیر موصوف نے سینٹ سے مطالبہ کیا کہ امریکہ نے جنوبی کوریا سے باہمی تحفظ کا جو معاہدہ کیا ہے۔ وہ اس کی توثیق کر دے دوران تقریر میں انہوں نے کمیونسٹ چین پر الزام لگایا کہ وہ شمالی کوریا کو چین کا ایک صوبہ بنا رہا ہے۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۱۰ جنوری (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو نزلہ اور کھانسی کی شکایت ہے

۱۱ جنوری۔ نزلہ کی شکایت ہے

احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں

کراچی ۱۴ جنوری۔ آغا عبد الحمید نے جو پہلے بلوچستان سٹیٹ یونین کے وزیر اعظم تھے۔ اب پاکستان کیبنٹ سیکرٹریٹ میں جائنٹ سیکرٹری کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔

سیلون اور پاکستان کے وزراء اعظم کی پہلی باضابطہ ملاقات

ملاقات قریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ بعد میں سر جان کوٹلا والا وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں سے بھی ملے

کراچی ۱۴ جنوری۔ سیلون کے وزیر اعظم سر جان کوٹلاوالہ نے آج صبح پاکستان کے وزیر اعظم جناب محمد علی سے باضابطہ طریق پر پہلی ملاقات کی۔ اس ملاقات میں دونوں نے باہم ایک گھنٹہ تک تبادلہ خیالات فرمایا۔ بعد میں سر جان کوٹلہ والا جو سیلون کے وزیر خارجہ بھی ہیں۔ وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے بھی ملے۔

کراچی میں وزیر اعظم سیلون کے قیام کا آج دوسرا دن تھا۔ صبح سب سے پہلے آپ نے قائد اعظم اور قائد ملت کے مزاروں پر پھول چڑھائے۔ بعد ازیں محترمہ فاطمہ جناح اور بیگم لیاقت علی خاں سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ سیلون کے سفیر مقیم کراچی جناب برہان الدین جلالیہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ دوپہر کا کھانا آپ نے وزیر اعظم جناب محمد علی اور بیگم محمد علی کے ساتھ کھایا۔ بعد میں آپ صنعتی علاقہ دیکھنے تشریف لے گئے۔

— قاہرہ ۱۴ جنوری۔ عرب لیگ کی دفاعی کونسل نے اعلان کیا ہے کہ عرب لیگ کونسل نے عرب ممالک کی فوجوں کو متحد کرنے کے لئے بعض اقدامات کی منظوری دے دی ہے۔ کونسل کا اجلاس کل ہی قاہرہ میں اختتام پذیر ہوا ہے۔

جنگی قیدیوں کی رہائی کے بعد جلد از جلد اپنی فوجیں کوریا سے ہٹا لو

برطانیہ کا ہندوستان سے مطالبہ

لنڈن ۱۳ جنوری۔ برطانیہ نے ہندوستان پر زور دیا ہے کہ جنگی قیدیوں کی رہائی کے بعد وہ جلد از جلد کوریا سے اپنی فوج کو واپس بلا لے۔ کوریا کے مسئلہ پر بحث کرنے کی خاطر ہندوستان نے سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کرنے کی جو درخواست کی ہے۔ برطانیہ اس کے متعلق امریکہ سے صلاح و مشورہ کر رہا ہے۔ دریں اثنا برطانیہ کے مدیر خارجہ مسٹر ایڈن نے ہندوستانی سفیر متعینہ لنڈن کو بتایا ہے کہ جنگی قیدیوں کی رہائی کے سوال پر کسی قسم کی سودے بازی نہیں ہونی چاہیئے۔ اقوام متحدہ اور کمیونسٹوں کے درمیان سمجھوتہ کے مطابق جنگی قیدیوں کی رہائی کے بعد غیر جانبدار کمیشن کو تیس دن کے اندر اندر اپنی فوجیں واپس بلا لینی چاہیں۔ جنگی قیدیوں کی رہائی کی آخری تاریخ ۲۲ جنوری ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ نے ہندوستان کو مطلع کیا ہے۔ کہ چونکہ جنوبی کوریا کے صدر مسٹر سنگمن ری ہندوستانی فوج کی زبردست مخالفت کر رہے ہیں۔ اس لئے مشکلات سے بچنے کے لئے اسے جلد از جلد اپنی فوجیں کوریا سے ہٹا لینی چاہئیں۔

جاسوسی کے جرم میں موت کی سزا دی جائیگی

اردن کی ایوان نائبین کا فیصلہ

عمان ۱۳ جنوری۔ اردن کے ایوان نائبین میں ایک قانون منظور کیا گیا ہے کہ ملک کے شہریوں کو جاسوسی کے جرم میں موت کی سزا دی جا سکے گی۔ اس سے پہلے جاسوسی کے جرم میں صرف فوجیوں کو سزائے موت دی جاتی تھی۔ شہریوں کو اس جرم میں زیادہ سے زیادہ پندرہ سال کی سزا دی جا سکتی تھی۔

— قاہرہ ۱۳ جنوری۔ گذشتہ پیر سے نہر سویز کے علاقہ میں دو برطانوی سپاہی اور ایک فوجی لاری لاپتہ ہے۔ اس لاری میں فوجی سامان لدا ہوا تھا۔ اور وہ فائڈ سے تل الکبیر جا رہی تھی۔

برلن کانفرنس کی تفصیلات طے کرنے کی بات چیت ناکام ہو گئی

برلن ۱۴ جنوری چار بڑی طاقتوں کے وزراء خارجہ کی کانفرنس کی تفصیلات طے کرنے کے لئے تین مغربی طاقتوں اور روس کے نمائندوں کے درمیان جو ابتدائی بات چیت ہو رہی تھی۔ وہ ناکام ہو گئی۔ مغربی طاقتوں کے قریبی حلقوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ بات چیت کانفرنس کے انعقاد کی جگہ کا سوال طے نہ ہونے کی وجہ سے ناکام ہوئی ہے۔ روس چاہتا تھا کہ کانفرنس مشرقی جرمنی کے روسی سفارت خانے میں ہو۔ لیکن مغربی طاقتیں اس پر رضامند نہیں تھیں

جرمنی کی دو فرموں کی طرف سے پاکستان میں

ادویات کے کارخانے قائم کرنیکی پیشکش

کراچی ۱۴ جنوری۔ جرمنی کی دو فرموں نے پاکستان کے سرمایہ داروں کے تعاون سے پاکستان میں جراثیم کش ادویہ مختلف قسم کے رنگ اور ادویات تیار کرنے کے کارخانے قائم کرنے کی پیشکش کی ہے۔ کل ان فرموں کے نمائندوں نے پاکستان کے وزیر صنعت خان عبد القیوم خان سے ملاقات کی۔ جرمنی کے ایک اور کارخانہ دار مسٹر ایچ ڈی ایسلوین نے کراچی میں بتایا کہ جرمنی کے ۲۳ پٹ سن کے کارخانوں کے چلنے کا دارومدار پاکستان کی پٹ سن پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ جرمنی پاکستان سے ۷۰ ہزار ٹن پٹ سن۔۔۔ فراہم کرتا ہے۔ انہوں نے پاکستانی حکام پر زور دیا کہ پٹ سن کے برآمدی محصول میں کمی کر دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر پٹ سن سستے داموں مل سکے۔ تو اس کی جگہ کوئی اور چیز استعمال کرنا مفید نہیں ہو سکتا۔

برطانیہ نے دولت مشترکہ کے ملکوں کو

قرضے دینے میں نرمی کرنیکا فیصلہ کر لیا

سڈنی ۱۳ جنوری۔ برطانیہ کے وزیر خزانہ مسٹر بٹلر نے دولت مشترکہ کے وزراء خزانہ کی کانفرنس میں بتایا کہ برطانیہ نے دولت مشترکہ کے ملکوں کو قرضے دینے کی شرطوں میں نرمی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ برطانیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ دولت مشترکہ کے ملکوں کو ترقیات کے تمام شعبوں میں امداد دے گا۔ اس سے پہلے برطانیہ ترقیات کے چند شعبوں میں امداد دیتا تھا

کشمیر کے مہاجرین کی آباد کاری کے لئے

اعلیٰ اختیارات کی کونسل کا قیام

کراچی ۱۳ جنوری حکومت پاکستان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جموں و کشمیر کے مہاجرین کی آباد کاری کے کام کو تیز کرنے کے لئے چوہدری غلام عباس کی صدارت میں اعلیٰ اختیارات کی ایک کونسل قائم کی جائے۔

ہمالیہ کی چوٹی پر چڑھنے والی جماعتوں پر ٹیکس لگایا جائے گا۔

نیپال کے وزیر اعظم کا انکشاف

کلکتہ ۱۳ جنوری نیپال کے وزیر اعظم مسٹر ایم۔ پی کوئرالا نے کلکتہ میں بتایا کہ ہمالیہ کی چوٹیوں پر چڑھنے والی جو غیر ملکی جماعتیں آتی ہیں۔ اور اس غرض کے لئے نیپال کو اپنا اڈہ بناتی ہیں۔ آئندہ ان سب پر ٹیکس لگایا جائے گا۔ اس طرح جو آمدنی ہوگی۔ وہ ان جماعتوں کو سہولتیں دینے میں خرچ کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہمالیہ کی چوٹیوں پر چڑھنے کے لئے تمام دنیا سے درخواستیں آتی ہیں۔

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کروا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام

پُردرد و پُرسوز دعاؤں کا ایمان افروز منظر

(مسعود احمد)

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں ربوہ کی مقدس سرزمین کا ذرہ ذرہ زندگی سے یوں معمور نظر آرہا تھا کہ گویا وہاں حیاتِ نو کے چشمے ابل رہے ہیں۔ اور ان سے فیض یاب ہونے کے لئے ایک دنیا ہے کہ ٹوٹی پڑرہی ہے۔ اس میں شک بھی کیا ہے کہ فی الواقعہ وہاں ابن مسیحا کی مسیحائی انسانی قلوب کو پھر سے زندگی بخش رہی تھی۔ اور ہر دل محسوس کر رہا تھا کہ اسے ایک ایسی نایاب زندگی مل رہی ہے کہ جس کی خاطر اگر اس کا سب کچھ بھی قربان ہوجائے تو کم ہے

جلسہ سالانہ پر ہر سال احباب جماعت جوق در جوق آتے ہیں لیکن اس مرتبہ جلسے کی رونق اپنے اندر ایک نمایاں رنگ لئے ہوئے تھی۔ اس لئے کہ ان کے آقا نے اس دفعہ خصوصیت سے تحریک کی تھی کہ احباب کثرت سے آئیں اور یہاں اپنا وقت ذکر الٰہی اور دعاؤں میں صرف کریں چنانچہ ابراہیم ثانی کے پرندے اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک یا خلیفۃ المسیح لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار چلے آرہے تھے۔ اور دنیا کے سامنے احیاء موتی کے تحت

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا

کی عملی تفسیر پیش کر رہے تھے۔ وہ منتشر تھے پھیلے ہوئے تھے، اور دانوں کی طرح بکھرے ہوئے' لیکن ایک ہی آواز پر انہوں نے مرکز کے ساتھ وابستگی کا ایسا نمونہ دکھایا کہ دنیا پر ایک بار پھر یہ روشن ہوگیا۔ کہ یہ بکھرے ہوئے ہیں تو اس لئے کہ انہیں قرآنی الفاظ میں فانتشروا فی الارض کا حکم ہے۔ ورنہ یہ لاکھوں لاکھ ہونے کے باوجود ایک ہی جان سے مربوط ہیں۔ اور دنیا کی بڑی سے بڑی آزمائش اور عجیب سے عجیب ابتلا بھی انہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کرسکتا۔

دنیا کے کونے کونے سے

چنانچہ اس سال پاکستان کے کونے کونے سے احمدی اپنے مرکز میں کھنچے چلے آئے۔ پاکستان کے کونے کونے سے ہی نہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے سے کیونکہ جلسہ سالانہ کے مبارک اجتماع میں مشرقی و مغربی افریقہ کے دوست بھی تھے۔ اور یورپ و امریکہ کے احباب بھی شام و ترکی کے احمدی نوجوان بھی تھے۔ اور سنگاپور بورنیو۔ انڈونیشیا وغیرہ سے آتے ہوئے حضرات بھی۔ پھر بفضلہ تعالیٰ برٹش گی آنا ڈچ گی آنا ماریشس اور چین بھی اس سعادت سے محروم نہ رہے کیونکہ ان کے اپنے فرزند بھی دوسروں کے شانہ بشانہ وہاں موجود تھے۔ اور اس مقدس اجتماع کی برکات سے بہرہ ور ہو رہے تھے۔ الغرض ابراہیم ثانی کے اتباع کا یہ اجتماع اسود و احمر کا اجتماع تھا۔ اسود و احمر سے بھی ان بندگان خدا کا کہ جنہیں ابراہیم ثانی کی قوت قدسیہ نے کالے گورے کی تمیز سے بے نیاز کرکے انسانیت کبریٰ کی اعلیٰ سطح پر لا کھڑا کیا ہے۔ اور جو حرص و آز کی موجودہ دنیا میں بھی بنی آدم اعضائے یک دیگر اند کی زندہ مثال ہیں۔

مقام اجتماع کا ماحول

جس مقدس سرزمین میں اسود و احمر کا یہ اجتماع منعقد ہوا وہ اب گزشتہ سالوں کی طرح چٹیل میدان اور وادی غیر ذی زرع کا منظر پیش نہیں کر رہی تھی۔ کیونکہ اب ربوہ کا بے آب و گیاہ میدان باقاعدہ ایک بستی کی شکل اختیار کر چکا ہے جہاں تیزی کے ساتھ نئی عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ وہاں اب افق میں گم ہو جانے والی بل کھاتی ہوئی پگ ڈنڈیاں نہیں بلکہ باقاعدہ سڑکیں ہیں جو پختہ نہ سہی۔ لیکن ہیں کشادہ اور ہموار۔ جہاں کبھی گھاس کی پتی بھی نظر نہ آتی تھی۔ وہاں اب سڑکوں کے کنارے سبز پودے لہلہا رہے ہیں۔ جو نہ صرف قد آدم سے تجاوز کر چکے ہیں۔ بلکہ ان کی سرسبز شاخیں پھولوں سے لدی ہوئی ہیں۔ جہاں کبھی ہو کا عالم تھا۔ وہاں اب رہائشی مکان ہی نہیں بلکہ صاف و شفاف مسجد مبارک قصر خلافت کی سادہ عمارت صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے عالی شان دفاتر۔ جامعہ نصرت اور لجنہ اماء اللہ کا صدر دفتر اور ان تمام عمارتوں کے وسیع و عریض احاطے نوواردوں کی نگاہوں کو ششدر کئے بغیر نہیں رہتے۔ لق و دق میدان کے ہولناک تصور میں جب اس نئی بستی کی وسعت پر نگاہ پڑتی ہے تو ان عمارتوں سڑکوں اور لہلہاتے ہوئے پودوں میں ایسے ایسے خدائی نشان نظر آتے ہیں کہ زبان بے اختیار اس خدائے برتر کی ستائش پر مجبور ہو جاتی ہے۔ کہ جس نے یہ سب برگ و بار لگائے ہیں۔

اجتماع کے پاک مقاصد

یہ تھا وہ ماحول جس میں امسال ہمارا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ ہزارہا انسان وہاں کس لئے جمع ہوئے تھے۔ ان کے جمع ہونے کا مقصد خدمت دین کے سوا کچھ نہ تھا۔ گو اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

اول۔ اجتماعی ذکر الٰہی اور دوم ابن مسیحا کی مسیحائی سے براہ راست استفادہ

اجتماعی ذکر الٰہی بھی اسی لئے تھا کہ دنیا میں غلبۂ اسلام کے لئے ملکر دعائیں کی جائیں اور ابن مسیحا کی مسیحائی سے استفادہ کی غرض بھی یہی تھی کہ نفس مزکی سے تزکیہ حاصل کرنے کے بعد ہر فرد زیادہ مستعدی اور زیادہ جوش و انہماک کے ساتھ دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوسکے۔ بہرحال جلسے کے ایام میں ربوہ کی فضائیں اجتماعی ذکر الٰہی سے معمور رہیں۔ جہاں جلسے میں تقریروں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا ذکر بلند ہوتا رہا۔ وہاں مسجدوں میں بھی نماز با جماعت کے التزام کے علاوہ تہجد اور رقت انگیز دعاؤں کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر ٹیوب ویل تو جو خاص خدائی بشارت کے تحت جاری ہوا ہے زائرین کی خاص توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ وہاں احباب بکثرت آتے اور تیز رفتاری کے ساتھ پانی نکلتا اور بہتا ہوا دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجا لاتے۔ اس کے علاوہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک پر بھی فاتحہ پڑھنے اور سلسلے کی ترقی کے لئے دعائیں کرنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ الغرض اطراف و جوانب میں ذکر الٰہی بلند ہو رہا تھا اور ہو بھی رہا تھا اجتماعی طور پر۔

انتشار روحانیت

یوں تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے مختصر سے مختصر ملاقات بھی انسان میں ایک روحانی تغیر پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ لیکن اس سال جلسہ سالانہ پر حضور کی پُر معارف تقاریر خصوصیت کے ساتھ جلال الٰہی کے ظہور کا موجب تھیں، چنانچہ انتشار روحانیت کا ایک ایسا ایمان افروز نظارہ آنکھوں کے سامنے تھا کہ کوئی دل بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۲ء

کو علمی تقریر کے دوران علم و معرفت کے خزانے بکھر رہے تھے۔ ساری تقریر تلاوت آیات تزکیہ نفس، علم کتاب اور حکمت و دانائی سے بھرپور تھی۔ ایک کیف آور سماں تھا کہ جو تمام جلسہ گاہ پر چھایا ہوا تھا۔ اور سامعین وجد کی کیفیت میں بیٹھے سر دھن رہے تھے۔ اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ نفس مزکی کے روح پرور کلمات کانوں میں کیا پڑ رہے ہیں کہ دل کی الآتشیں دعل کر خود بخود کافور ہو رہی ہیں اور سینے ہیں کہ دینی غیرت اور دنیا میں غلبۂ اسلام کے جوش اور ولولہ سے امڈے پڑ رہے ہیں۔ ہزارہا انسانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مرد حق کی ایک نگاہ اور زبان سے نکلا ہوا ایک جملہ کس طرح قلوب کی کایا پلٹ کر رکھ سکتا ہے۔ وحی حق نے خبر دی تھی۔ کہ وہ جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ اور روح القدس کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے پاک کرے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی سالانہ جلسہ کی ایک ہی نشست میں فی الواقعہ جلال الٰہی کا ظہور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ روحانی بیماریاں اس طرح کٹ گئیں جس طرح طلوع آفتاب کے نتیجے میں آسمان پر چھائی ہوئی تمام تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔ اور پھر لوگوں نے یہ نظارہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ قومیں اس کی برکت پا رہی ہیں۔ وہ پاکستانی ہموطنوں کو بھی برکت بخش رہا تھا۔ اور افریقہ کے سیاہ فاموں اور یورپ و انگلستان کے سفید فاموں کو بھی اس کی برکت سے ایشیا والے بھی حصہ پا رہے تھے اور جزائر کے رہنے والے بھی۔ وہ کونسی اطراف تھیں جہاں کے باشندے سامعین کی صف میں موجود نہیں تھے۔ اور انہیں اس مقدس وجود کی برکات سے بہرۂ وافر نہیں مل رہا تھا۔ جسے خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر فرمایا ہے۔ وہاں شمال کے رہنے والے بھی تھے اور جنوب کے رہنے والے بھی مشرق کے رہنے والے بھی تھے اور مغرب کے رہنے والے بھی

آخری روز کی اجتماعی دعا اپنے اندر ایک خاص رنگ رکھتی تھی۔ مسیح محمدی (علیہ السلام) کے ہزارہا اتباع جذبۂ ایثار و قربانی کی تجدید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا رہے تھے اور ہچکیوں اور سسکیوں کا ایک سیلاب تھا جو انکے سینوں سے امڈا چلا آرہا تھا۔ درد و سوز میں ڈوبی ہوئی یہ آوازیں جلسہ گاہ کی فضا اور اسکے ذرہ ذرہ کو مبہوت بنا رہی تھیں کہ خدا اور اسکے مقبول بندوں کا یہ راز و نیاز نہ معلوم کس روحانی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہو

نئی زمین اور نیا آسمان

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ جاں بخش تقریر "سیر روحانی" کے مسحور کن موضوع پر تھی۔ اور اس مرتبہ حضور بادشاہی وقت کے نوبت خانوں کا ذکر کرتے ہوئے احباب کو بتا رہے تھے کہ دنیوی نوبت خانوں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے اسلام اور ہادیٔ اسلام کے ذریعہ کیسا عظیم روحانی نوبت خانہ عطا فرمایا ہے کہ جواں کاموں کو جو دنیوی نوبت خانوں سے لئے جاتے ہیں۔ کہیں زیادہ عظیم الشان طریق پر سرانجام دے کر دنیا میں آسمانی بادشاہت کے قیام کا موجب بن سکتا ہے جیسا کہ فی الحقیقت ایک وقت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے ذریعہ آسمانی بادشاہت قائم ہو کر دنیا کی فلاح و نجاح کا موجب بنی تھی حضور نے قرآنی علوم کے دریا بہانے کے علاوہ سیرۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ اسلام، ائمہ سلف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایمان افروز واقعات ایسے سحر کن پیرائے میں بیان فرمائے۔ کہ سامعین خود بھی یہ سمجھنے لگے کہ وہ ایک نئے آسمان کے نیچے نئی زمین پر بیٹھے ہیں اور ہزاروں ہزار ہونے کے باوجود مصلح موعود کے طفیل اس سیر روحانی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ کہ جس کا اہتمام اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کے لئے فرمایا تھا عین واحسان میں مسیح پاک کا نظیر اس لمحہ خود مسیح پاک کے اس شعر کی جیتی جاگتی تصویر نظر آ رہا تھا ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

مقدس ترین لمحہ

تقریر کے اختتام پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے موجودہ انحطاط پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر پر افسوس کا اظہار فرمایا کہ مسلمانوں نے بالآخر اس نوبت خانے کو خاموش کر دیا اور یہ نوبت خانہ سکوت کی آواز کے بجائے چند مرثیہ خوانوں کی آواز بنکر رہ گیا۔ اس کے بعد حضور نے یہ واضح فرماتے ہوئے کہ موجودہ دور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور ہے اور جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام دنیا میں اپنا کھویا ہوا عروج پھر حاصل کرے گا۔ احباب جماعت کو اس درد و سوز اور جذبہ و جوش کے ساتھ مخاطب کیا کہ زمین و آسمان لرز اٹھے اور پتھر سے پتھر دل بھی موم ہو کر پگھل گیا۔ بلاشبہ ایام جلسہ سالانہ کا مقدس ترین لمحہ وہ تھا کہ جب اس حال میں کہ آواز بلند سے بلند تر ہوتی جا رہی تھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت سے نہایت پُرجلال انداز میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اب خدا کی غیرت پھر جوش میں آئی ہے اور خدا نے تم کو اور تم کو ہاں تم کو اس نوبت خانے کی خدمت سپرد کی ہے۔ اللہ اکبر! اسلام زندہ باد!
احمدیت زندہ باد کے پُرجوش نعرے)
اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!
اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!
اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!
ایک دفعہ پھر اس نوبت کو زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔
(نعرہ ہائے تکبیر)

ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو! ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو! کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں۔ اور آسمان کے فرشتے بھی کانپ اٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازوں اور نعرہ ہائے تکبیر و تشہید و توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ آسمان سے زمین پر آجائے اور زمین پر پھر آسمانی بادشاہت قائم ہو جائے (اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعرے)

اسی غرض کے لئے میں۔ نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کیلئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں کہ آؤ خدا کے سپاہیوں میں شامل ہو جاؤ۔
آج محمد رسول اللہ کا تخت مسیح نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے وہ تخت مسیح سے چھین کر محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے اسے خدا کے سامنے پیش کرنا ہے اور پھر دنیا میں آسمانی بادشاہت قائم ہونی ہے (اسلام زندہ باد! محمد رسول اللہ زندہ باد!)

پس میری سنو، میری بات کے پیچھے چلو تم میری سنو میں جو کچھ کہہ رہا ہوں خدا کہہ رہا ہے۔ یہ میری آواز نہیں ہے میں تمہیں خدا کی آواز کی طرف بلاتا ہوں (نعرہ تکبیر اللہ اکبر! حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد!)

تم میری مانو خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو تاتم اس دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔ (پرجوش نعرے حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد)

مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کا پرجلال خطاب جونہی اختتام پذیر ہوا چاروں طرف سے لبیک! خلیفۃ المسیح لبیک! کی صدائیں بلند ہونے لگیں اس وقت حضور کی پُرشوکت آواز سے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ دشت و جبل گونج رہے ہیں اور انسان تو انسان آسمان پر فرشتے بھی سربسجود پڑے ہیں سامعین کی کیفیت یہ تھی کہ ان پر ایک وارفتگی کا عالم طاری تھا۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتے تھے کہ اس نے انہیں اس مبارک اجتماع میں شریک ہونے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قوت قدسیہ سے فیضیاب ہونے کی سعادت بخشی

عاشقانہ راز و نیاز

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کرائی یہ دعا بھی اپنے اندر ایک خاص رنگ رکھتی تھی مسیح محمدی (علیہ السلام) کے ہزارہا اتباع جذبۂ ایثار و قربانی کی تجدید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا رہے تھے اور ہچکیوں اور سسکیوں کا ایک سیلاب تھا جو ان کے سینوں سے امڈا چلا آ رہا تھا۔ درد و سوز میں ڈوبی ہوئی یہ آوازیں جلسہ گاہ کی فضا اور اس فضا کے ذرہ ذرہ کو مبہوت بنا رہی تھیں کہ خدا اور اس کے مقبول بندوں کا یہ راز و نیاز نہ معلوم کس روحانی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ کیونکہ اس وقت درد و کرب کے ساتھ دعائیں آسمان کی طرف بلند ہو ہو کر دلوں کو اس یقین سے لبریز کر رہی تھیں کہ آج قبولیت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اپنے مولا سے جو مانگنا ہے مانگ لو۔

نہ مٹنے والی یاد

وہ سماں اور وہ روز گار اب مادی طور پر آنکھوں کے سامنے نہیں ہے۔ لیکن اس کی نہ محو ہونے والی یاد آج بھی تازہ ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اور انشاء اللہ سال بہ سال ہر جلسہ سالانہ کے بعد اس کے نقوش ابھرتے چلے آئینگے اور انہیں ایک ایسی جلا اور زندگی ملتی چلی جائیگی کہ جو آنے والوں کے لئے بھی حیات نو کی ضمانت دے گی۔ اگرچہ ان تمام سعید روحوں میں سے کہ جنہیں مسیح پاک کے جھنڈے تلے جلسہ سالانہ کے ایام میں جمع ہونے کا شرف حاصل ہوا اکثر اب وابتغوا من فضل اللہ کے ربانی حکم کے تحت دور و دراز علاقوں میں واپس جا چکی ہیں لیکن یقیناً ان کے دل اسی پرکیف نظارے کی یاد سے معمور ہو ہو کر پکار رہے ہیں۔
زمین وہ ہے یہ جسمیں چشمے حیات نو کے ابل رہے ہیں

خدا تعالیٰ نے اسلام کی تبلیغ ہمارے ذمہ لگائی ہے

ایک ایک پائی کا حساب رکھو اور اپنے اموال بچا کر اسلام پر خرچ کرو

فرمایا:۔

"آج کل جماعت سخت مالی مشکلات سے گزر رہی ہے۔ اس کے ذمہ ساری دنیا کی تبلیغ ہے۔ ابھی تک امریکہ ایشیا کے مشرقی جنوبی علاقوں اور افریقہ کے بعض حصوں میں اسلام کا نام تک نہیں گیا۔ اگر گیا ہے تو ایسی بری صورت میں کہ لوگوں کو اس سے نفرت ہے۔ ان سب ممالک میں ہم نے اسلام کی تبلیغ کرنا ہے۔ اور یہ معمولی بات نہیں"۔

"بلکہ ہماری چھوٹی سی جماعت کے لئے یہ کام قریباً ناممکن ہے۔ اگر سارے مسلمان بھی اس کام میں ہمارے ساتھ مل جائیں۔ تب بھی یہ کام بہت زیادہ ہے"۔

"ایسی صورت میں جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ کام ہمارے ذمہ کیا ہے اور ہم نے یہ بوجھ اٹھانا ہے جب تک ہم ایک ایک پیسے ایک ایک دھیلے اور ایک ایک پائی کا حساب نہ رکھیں اور اپنے اموال بچا کر اس کام کے لئے خرچ نہ کریں۔ جو خدا تعالیٰ نے ہمارے ذمہ لگایا ہے اس وقت تک ہم اپنے فرض کو ادا نہیں کر سکتے"۔

سابقون الاولون دفتر اول کے ہر احمدی مرد و عورت نے جیسے دور اول میں حصہ لیا اسی طرح دور ثانی کے سال اول میں شاندار حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا ہدیہ پیش کرنا ہے۔ اور دفتر دوم کے وہ مجاہد جو پہلے چند سالوں سے شامل ہیں انہیں دفتر دوم میں نہ صرف معمولی اضافہ سے وعدہ حضور میں پیش کرنا ہے۔ بلکہ کم سے کم عام حالات میں اپنی ماہوار آمد کا نصف حصہ تک پہنچا کر حضور میں پیش کرنا ہے۔ اور اس کے ساتھ اپنے داخل شدہ خویش و اقارب اور اپنے بچوں کو بھی شامل کرنا ہے تا تحریک جدید کی جڑیں مضبوط ہو جائیں اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام پانے میں کوئی دقت نہ ہو۔

دفتر اول والے تو خوب جانتے ہیں۔ دفتر دوم والوں کے لئے یہ اطلاع بھی کر دینا ہے۔ کہ تحریک جدید میں جب سے وہ شروع ہوئی۔ کم سے کم قربانی کی شرح سالانہ پانچ روپیہ ہے رسمی طور پر آپ اپنے بچوں کو خواہ ایک پیسہ یا دو پیسہ یا ایک آنہ کا وعدہ لکھوا کر ثواب میں شامل کریں۔ مگر اصولی طور پر الگ الگ نام اسی کا آئے گا۔ جس نے کم سے کم پانچ روپیہ سے قربانی شروع کی ہو اور پھر ہر سال بڑھاتا گیا ہو

پس سابقون الاولون اور مجاہدین دفتر دوم اپنے وعدوں کی فہرست نام بنام جلدی سے جلد ارسال فرمائیں۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

محبتِ الٰہی

کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم

(۲)

(مکرم جناب مرزا عبد الحق صاحب بی-اے-ایل-ایل-بی پراونشل امیر صوبہ پنجاب)

مذہب کی اصل غرض محبت الٰہی ہے

اس کے بعد میں وہ بیانات لیتا ہوں۔ جن میں حضورؑ نے مذہب کی اصل غرض بیان فرمائی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"مذہب کی اصل غرض اس سچے خدا کو پہچاننا ہے۔ جس نے اس تمام عالم کو پیدا کیا ہے۔ اور اس کی محبت میں اس مقام تک پہنچنا ہے۔ جو غیر کی محبت کو جلا دیتا ہے۔ اور اس کی مخلوق سے ہمدردی کرنا ہے۔ اور حقیقی پاکیزگی کا جامہ پہننا ہے۔" (لیکچر لاہور صفحہ ۲)

"یہ سچی بات ہے کہ گناہ سے بچنا اور خدا تعالیٰ کی محبت میں محو ہونا انسان کے لئے ایک عظیم الشان مقصود ہے۔ اور یہی وہ راحتِ حقیقی ہے۔ جس کو ہم بہشتی زندگی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ تمام خواہش جو خدا کی رضامندی کے مخالف ہے۔ دوزخ کی آگ ہے۔ اور ان خواہشوں کی پیروی میں عمر بسر کرنا ایک جہنمی زندگی ہے۔ مگر اس جگہ سوال یہ ہے۔ کہ اس جہنمی زندگی سے نجات کیونکر حاصل ہو۔ اس کے جواب میں جو علم خدا نے مجھے دیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ اس آتش خانہ سے نجات ایسی معرفت الٰہی پر موقوف ہے۔ جو حقیقی اور کامل ہو۔ کیونکہ انسانی جذبات جو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ وہ ایک کامل درجہ کا سیلاب ہے۔ جو ایمان کو تباہ کرنے کے لئے بڑے زور سے بہہ رہا ہے۔ اور کامل کا تدارک بجز کامل کے غیر ممکن ہے۔ پس اسی وجہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک کامل معرفت کی ضرورت ہے۔" (لیکچر لاہور صفحہ ۳)

"مذہب کی جڑھ خدا شناسی اور معرفت نعمائے الٰہی ہے۔ اور اس کی شاخیں اعمال صالحہ اور اس کے پھول اخلاق فاضلہ ہیں اور اس کا پھل برکات روحانیہ اور نہایت لطیف محبت ہے۔ جو رب اور اس کے بندہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسی پھل سے متمتع ہونا روحانی تقدس و پاکیزگی کا ثمر ہے۔ کمالیتِ محبت کمالیتِ معرفت سے پیدا ہوتی ہے اور عشق الٰہی بقدر معرفت جوش مارتا ہے۔ اور جب محبت ذاتیہ پیدا ہو جاتی ہے تو وہ انسانی پیدائش کا پہلا دن ہوتا ہے۔ اور وہی ساعت نئے عالم کی پہلی ساعت ہوتی ہے۔" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳۳)

سچی خوشحالی اور نجات محبت الٰہی سے حاصل ہوتی ہے

اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں:۔

"دراصل نجات اس دائمی خوشحالی کے حصول کا نام ہے۔ جس کی بھوک اور پیاس انسانی فطرت کو لگا دی گئی ہے۔ جو محض خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت اور اس کی پوری معرفت اور اس کے پورے تعلق کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ جس میں شرط ہے۔ کہ دونوں طرف سے محبت جوش مارے۔ لیکن بسا اوقات انسان اپنی غلط کاریوں سے ایسی چیزوں میں اپنی خوشحالی کو طلب کرتا ہے۔ کہ جن سے آخر کار تکلیف اور ناخوشی اور بھی بڑھتی ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ دنیا کی نفسانی عیاشیوں میں اسی خوشحالی کو طلب کرتے ہیں۔ اور دن رات میخواری اور شہوات نفسانیہ کا شغل رکھ کر انجام کار طرح طرح کی مہلک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ......

سو طالب حق کے لئے جو قابل غور سوال ہے۔ وہ یہی سوال ہے۔ سچی خوشحالی کیونکر حاصل ہو۔ جو دائمی مسرت اور خوشی کا موجب ہو۔ اور درحقیقت سچے مذہب کی یہی نشانی ہے۔ کہ وہ اس خوشحالی تک پہنچا دے۔ سو ہم قرآن شریف کی ہدایت سے اس دقیق در دقیق نقطہ تک پہنچتے ہیں۔ کہ وہ ابدی خوشحالی خدا تعالیٰ کی صحیح معرفت پھر اس یگانہ کی پاک اور کامل اور ذاتی محبت اور کامل ایمان میں ہے۔ جو دل میں عاشقانہ بے قراری پیدا کرے۔ یہ چند لفظ کہنے کو تو تھوڑے ہیں۔ لیکن ان کی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔" چشمہ مسیحی صفحہ ۲۱، ۲۲

"(کیونکہ) نجات کا تمام مدار خدا تعالیٰ کی محبت ذاتیہ پر ہے۔ اور محبت ذاتیہ اس محبت کا نام ہے۔ جو روحوں کی فطرت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق ہے۔" (ایضاً صفحہ ۲۵)

"اصل حقیقت اور اصل سرچشمہ نجات کا محبت ذاتی ہے۔ جو وصالِ الٰہی تک پہنچاتی ہے۔ وجہ یہ کہ کوئی محب اپنے محبوب سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ خدا خود نور ہے۔ اس لئے اس کی محبت سے نورِ نجات پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ محبت جو انسان کی فطرت میں ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی محبت ذاتی انسان کی محبت ذاتی میں خارق عادت جوش بخشتی ہے۔ اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے ایک فنا کی صورت پیدا ہو کر بقا باللہ کا نور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات کہ دونوں محبتوں کا باہم ملنا ضروری طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہے۔ کہ ایسے انسان کا انجام فنا فی اللہ ہو۔ اور خاکستر کی طرح بے وجود ہو کر (جو حجاب ہے) سراسر عشق الٰہی میں روح غرق ہو جائے۔ اس کی مثال وہ حالت ہے۔ کہ جب انسان پر آسمان سے صاعقہ پڑتی ہے۔ تو اس آگ کی کشش سے انسان کے بدن کی اندرونی آگ یک دفعہ باہر آ جاتی ہے۔ تو اس کا نتیجہ جسمانی فنا ہوتا ہے۔ پس دراصل یہ روحانی موت بھی اسی طرح دو قسم کی آگ کو چاہتی ہے۔ ایک آسمانی آگ اور ایک اندرونی آگ اور دونوں کے ملنے سے وہ فنا پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے بغیر سلوک تمام نہیں ہو سکتا۔ یہی فنا وہ چیز ہے۔ جس پر سالکوں کا سلوک ختم ہو جاتا ہے جو انسانی مجاہدات کی آخری حد ہے۔ اسی فنا کے بعد فضل اور موہبت کے طور پر مرتبہ بقا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے صراط الذین انعمت علیہم۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا۔ انعام کے طور پر ملا۔ یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔ اور یہ عشق الٰہی کا آخری نتیجہ ہے۔ جس سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اور موت سے نجات ہوتی ہے۔ ہمیشہ کی زندگی بغیر خدا تعالیٰ کے کسی کا حق نہیں۔ وہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ پس انسانوں میں سے اسی انسان کو جاودانی زندگی ملتی ہے۔ جو غیروں کی محبت سے اپنا تعلق توڑ کر اور اپنی محبت ذاتی کے ساتھ خدا تعالیٰ میں فنا ہو کر ظلی طور پر اس سے حیاتِ جاودانی کا حصہ لیتا ہے۔" (ایضاً صفحہ ۲۶، ۲۷)

"پھر معرفت کے بعد بڑی ضروری چیز نجات کے لئے محبت الٰہی ہے۔ یہ بات نہایت واضح اور بدیہی ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے محبت کرنے والے کو عذاب دینا نہیں چاہتا۔ بلکہ محبت محبت کو جذب کرتی اور اپنی طرف کھینچتی ہے۔ جس شخص سے کوئی سچے دل سے محبت کرتا ہے۔ اس کو یقین کرنا چاہیئے۔ کہ وہ دوسرا شخص بھی جس سے محبت کی گئی ہے۔ اس سے دشمنی نہیں کر سکتا۔ اگر ایک شخص ایک شخص کو جس سے وہ اپنے دل سے محبت رکھتا ہے۔ اپنی اس محبت سے اطلاع بھی نہ دے۔ تب بھی اس قدر تو اثر ضرور ہوتا ہے۔ کہ وہ شخص اس سے دشمنی نہیں کر سکتا۔ اسی بناء پر کہا گیا ہے۔ کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے اور خدا کے نبیوں اور رسولوں میں جو ایک قوت جذب اور کشش پائی جاتی ہے۔ اور ہزارہا لوگ ان کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی جان بھی ان پر فدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا سبب یہی ہے۔ کہ بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی ان کے دل میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ماں سے بھی زیادہ انسانوں سے پیار کرتے ہیں۔ اپنے تئیں دکھ اور درد میں ڈال کر بھی ان کے آرام کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ آخر ان کی سچی کشش سعید دلوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیتی ہے۔ پھر جبکہ انسان باوجودیکہ وہ عالم الغیب نہیں۔ دوسرے شخص کی مخفی محبت پر اطلاع پا لیتا ہے۔ تو پھر کیونکر خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ کسی کی خالص محبت سے بے خبر رہ سکتا ہے۔ محبت عجیب چیز ہے۔ اس کی آگ گناہوں کی آگ کو جلاتی اور معصیت کے شعلہ کو بھسم کر دیتی ہے۔ سچی اور ذاتی اور کامل محبت کے ساتھ عذاب جمع ہو ہی نہیں سکتا۔ اور سچی محبت کے علامات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس کی فطرت میں یہ بات منقوش ہوتی ہے۔ کہ اپنے محبوب کے قطع تعلق کا اس کو نہایت خوف ہوتا ہے۔ اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ قصور کے ساتھ اپنے تئیں ہلاک شدہ سمجھتا ہے۔ اور اپنے محبوب کی مخالفت کو اپنے لئے ایک زہر خیال کرتا ہے۔ اور نیز اپنے محبوب کے وصال کے پانے کے لئے نہایت بے تاب رہتا ہے۔ اور بُعد اور دوری کے صدمہ سے ایسا گداز ہوتا ہے کہ بس مر ہی جاتا ہے۔ اس لئے وہ صرف ان باتوں کو گناہ نہیں سمجھتا۔ کہ جو عوام سمجھتے ہیں۔ قتل نہ کر۔ خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر جھوٹی گواہی نہ دے۔ بلکہ وہ ایک ادنیٰ ادنیٰ غفلت کو اور ادنیٰ التفات کو جو خدا کو چھوڑ کر غیر کی طرف کی جائے۔ ایک کبیرہ گناہ خیال کرتا ہے۔ اس لئے اپنے محبوب ازلی کے جناب میں دوام استغفار اس کا ورد ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس بات پر اس کی فطرت راضی نہیں ہوتی۔ کہ وہ کسی وقت بھی خدا تعالیٰ سے الگ رہے۔ اس لئے بشریت کے تقاضا سے ایک ذرہ غفلت بھی اگر صادر ہو۔ تو اس کو ایک پہاڑ کی طرح گناہ سمجھتا ہے۔ یہی بھید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے پاک اور کامل تعلق رکھنے والے ہمیشہ استغفار میں ہی مشغول رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے۔ کہ ایک محب صادق کو ہمیشہ یہ فکر لگی رہتی ہے۔ کہ اس کا محبوب اس پر ناراض نہ ہو جائے۔ اور چونکہ اس کے دل میں ایک پیاس لگا دی جاتی ہے۔ کہ خدا کامل طور پر اس سے راضی ہو۔ اس لئے اگر خدا تعالیٰ یہ بھی کہے۔ کہ میں تجھ سے راضی ہوں۔ تب بھی وہ اس قدر پر صبر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جیسا کہ شراب۔ دور کے وقت ایک شراب پینے والا ہر دم ایک رتبہ پی کر

دوسری مرتبہ مانگتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کے اندر محبت کا چشمہ جوش مارتا ہے۔ تو وہ محبت طبعاً تقاضا کرتی ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ خدا کی رضا حاصل ہو۔ سچی محبت کی کثرت کی وجہ سے استغفار کی بھی کثرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے کامل طور پر پیار کرنے والے ہر دم اور ہر لحظہ استغفار کو اپنا ورد رکھتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر معصوم کی یہی نشانی ہے۔ کہ وہ سب سے زیادہ استغفار میں مشغول رہے۔ اور استغفار کے حقیقی معنی یہ ہیں۔ کہ ہر ایک لغزش اور قصور جو بوجہ ضعف بشریت انسان سے صادر ہو سکتی ہے۔ اس امکانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے خدا سے مدد مانگی جائے۔ تا خدا کے فضل سے وہ کمزوری ظہور میں نہ آئے۔ اور مستور و مخفی رہے۔ پھر بعد اس کے استغفار کے معنی عام لوگوں کے لئے وسیع کئے گئے۔ اور یہ امر بھی استغفار میں داخل ہوا۔ کہ جو کچھ لغزش اور قصور صادر ہو چکا۔ خدا تعالیٰ اس کے بد نتائج اور زہریلی تاثیروں سے دنیا اور آخرت میں محفوظ رکھے۔ پس نجات حقیقی کا سرچشمہ محبت ذاتی خدائے عز و جل کی ہے۔ جو عجز و نیاز اور دائمی استغفار کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور جب انسان کمال درجہ اپنی محبت کو پہنچاتا ہے۔ اور محبت کی آگ سے اپنے جذبات نفسانیت کو جلا دیتا ہے۔ تب یک دفعہ ایک شعلہ کی طرح خدا تعالیٰ کی محبت جو خدا تعالیٰ اس سے کرتا ہے۔ اس کے دل پر گرتی ہے۔ اور اسکو سفلی زندگی کے گندوں سے باہر لے آتی ہے اور خدائے حی و قیوم کی پاکیزگی کا رنگ اس کے نفس پر چڑھ جاتا ہے۔ بلکہ تمام صفات الٰہیہ سے ظلی طور پر اس کو حصہ ملتا ہے۔ تب وہ تجلیات الٰہیہ کا مظہر ہو جاتا ہے۔" (چشمہ مسیحی صفحہ ۳۷ تا ۳۹)

محبت الٰہی کے حصول کے طریق

اب حضور مذہب کی اصل غرض بیان کرنے کے ساتھ محبت الٰہی کے حصول کے طریق بیان فرماتے ہیں:۔

"مذہب سے غرض یہ ہے۔ کہ انسان اپنے نفس کو ہر ایک بدی سے پاک کر کے اس لائق بنا دے۔ کہ اسکی روح ہر وقت خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گری رہے۔ اور یقین اور محبت اور معرفت اور صدق اور وفا سے بھر جائے۔ اور اس میں ایک خاص تبدیلی پیدا ہو جائے۔ تا اس دنیا میں بہشتی زندگی اس کو حاصل ہو۔ ..... بلکہ حقیقی پاکی تب حاصل ہوتی ہے۔ جب انسان ایک گندی زندگی سے توبہ کر کے ایک پاک زندگی کا خواہاں ہو۔ اور اس کے حصول کے لئے صرف تین باتیں ضروری ہیں۔

اول تدبیر اور مجاہدہ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ گندی زندگی سے باہر آنے کی کوشش کرے۔

اور دوسرے، دعا کہ ہر وقت جناب الٰہی میں نالاں رہے۔ تا وہ گندی زندگی سے اپنے ہاتھ سے اس کو باہر نکالے۔ اور ایک ایسی آگ اس میں پیدا کرے۔ جو بدی کے خس و خاشاک کو بھسم کر دے۔ اور ایک ایسی قوت عنایت کرے۔ جو انسانی جذبات پر غالب آ جائے۔ اور چاہیئے۔ کہ اسی طرح دعا میں لگا رہے۔ جب تک کہ وہ وقت آ جائے۔ کہ ایک الٰہی نور اس کے دل پر نازل ہو۔ اور ایک ایسا چمکتا ہوا شعاع اس کے نفس پر گرے۔ کہ تمام تاریکیوں کو دور کر دے۔ اور اس کی کمزوریاں دور فرمائے۔ اور اس میں پاک تبدیلی پیدا کرے۔ کیونکہ دعاؤں میں بلاشبہ تاثیر ہے۔ اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں۔ تو دعاؤں سے۔ اور اگر گندے پاک ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ مگر دعا کرنا اور مرنا قریب قریب ہے۔

تیسرا طریق صحبت کاملین اور صالحین ہے۔ کیونکہ ایک چراغ کے ذریعے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے۔ غرض یہ تین طریق ہی گناہوں سے نجات پانے کے ہیں۔ جن کے اجتماع سے آخر کار فضل شامل حال ہو جاتا ہے۔"

(اسلامی لیکچر سیالکوٹ (صفحہ ۲۰ تا ۲۱))

محبت الٰہی کس طرح پیدا ہوتی ہے

اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں:۔

"اب ہم پھر پہلے کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں۔ کہ نجات کا سرچشمہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ محبت اور معرفت ہے۔ اور معرفت ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جس قدر معرفت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی قدر محبت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ محبت کا جوش مارنے کا باعث حسن یا احسان ہے۔ یہ دونوں چیزیں ہیں۔ جن کی وجہ سے محبت جوش مارتی ہے۔ پس جبکہ انسان کو خدا تعالیٰ کے حسن اور احسان کا علم ہوتا ہے۔ اور وہ اس بات کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ کہ وہ ہمارا خدا اپنی لامحدود ذاتی خوبیوں کی وجہ سے کیسا حسین ہے۔ اور پھر کس طرح پر اس کے لامتناہی احسان ہم پر احاطہ کر رہے ہیں۔ تو اس علم کے بعد بالطبع انسان کی وہ محبت جو ازل سے اس کی فطرت میں مرکوز ہے۔ جوش مارتی ہے۔ اور گو محبت الٰہی کا تخم ازل سے انسان کی سرشت میں رکھا گیا تھا۔ مگر اس تخم کی آبپاشی معرفت ہی کرتی ہے۔ کیونکہ کوئی محبوب بجز معرفت کے اور بجز تجلیات حسن و جمال اور اخلاق اور وصال کے کسی عاشق کو اپنی طرف کھینچ نہیں سکتا۔ اور جب معرفت تامہ حاصل ہو جاتی ہے۔ تبھی وہ وقت آتا ہے۔ کہ محبت الٰہی کا ایک چمکتا ہوا شعلہ انسان کے دل پر گرتا ہے۔ اور یکدفعہ اس کو خدا تعالیٰ کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ تب انسانی روح محبوب ازلی کے آستانہ پر عاشقانہ انکسار کے ساتھ گرتی ہے اور حضرت احدیت کے دریائے ناپید اکنار میں غوطہ لگا کر ایسی پاک و صاف ہو جاتی ہے کہ تمام سفلی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور ایک نورانی تبدیلی اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ تب وہ روح ناپاک باتوں سے ایسی نفرت کرتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کو نفرت ہے اور خدا کی رضا اس کی رضا ہو جاتی ہے۔ اور خدا کی خوشنودی اس کی خوشنودی ہو جاتی ہے۔" (چشمہ مسیحی صفحہ ۴۲-۴۳)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"بعد اس کے واضح ہو۔ کہ اگرچہ قرآن کریم نے حقیقت اسلامیہ کی تحصیل کے لئے بہت سے وسائل بیان فرمائے ہیں۔ مگر در حقیقت ان سب کا مآل دو قسم پر ہی جا پڑتا ہے۔ اول یہ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکی مالکیت تامہ اور اس کی قدرت تامہ اور اسکی حکومت تامہ اور اس کے علم تام اور اس کے حساب تام اور نیز اس کے واحد لاشریک اور حی و قیوم اور حاضر و ناظر ذوالاقتدار اور ازلی ابدی ہونے میں اور اسکی تمام قوتوں اور طاقتوں اور جمیع جلال و کمال کے ساتھ یگانہ ہونے میں پورا پورا یقین ہو جائے۔ یہاں تک کہ ہر ایک ذرہ اپنے وجود اور اس تمام عالم کے وجود کا اس کے تصرف اور حکم میں دکھائی دے۔ اور ھو القاھر فوق عبادہ کی تصویر سامنے نظر آ جائے۔ اور نقش راسخ بیدہ ملکوت السموات والارض کا جلی قلم کے ساتھ دل میں لکھا جاوے یہاں تک کہ اسکی عظمت اور کبریائی اور تمام نفسانی جذبات کو اپنی قہری شعاعوں سے مضمحل اور خیرہ کر کے ان کی جگہ لے لے اور ایک دائمی رعب اپنے دل پر جما دیوے اور اپنے قہری حملہ سے نفسانی سلطنت کے تخت کو خاک مذلت میں پھینک دیوے۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیوے۔ اور اپنے خوفناک کرشموں سے غفلت کی دیواروں کو گرا دیوے۔ اور تکبر کے مینار کو توڑ دے۔ اور ظلمت بشری کی حکومتیں وجود انسانی کی دار السلطنت سے بکلی اٹھا دیوے۔ اور جو جذبات نفس امارہ کہ طبیعت انسانی پر حکومت کرتے تھے۔ اور باعزت سمجھے گئے تھے۔ ان کو ذلیل اور خوار اور ہیچ اور بے مقدار کر کے دکھا دیوے۔

دوئم یہ کہ اللہ جلشانہ، کے حسن و احسان پر اطلاع وافر پیدا کرے۔ کیونکہ کامل درجہ کی محبت یا تو حسن کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یا احسان کے ذریعہ سے۔ اور اللہ جلشانہ، کا حسن اس کی ذات اور صفات کی خوبیاں ہیں۔ اور خوبیاں یہ ہیں۔ کہ وہ خیر محض ہے۔ اور مبداء ہے جمیع فیضوں کا۔ اور مصدر ہے تمام خیرات کا۔ اور جامع ہے تمام کمالات کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک امر کا۔ اور موجد ہے تمام وجودوں کا اور علت العلل ہے ہر ایک مؤثر کی۔ جس کی تاثیر یا عدم تاثیر ہر ایک وقت اس کے قبضہ میں ہے۔ اور واحد لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور اقوال میں اور افعال میں اور تمام کمالوں میں اور ازلی اور ابدی ہے اپنی جمیع صفات کاملہ کے ساتھ بڑا ہی نیک اور بڑا ہی رحیم۔ باوجود قدرت کاملہ سزا دہی کے ہزاروں برسوں کی خطائیں ایک دم کے رجوع میں بخشنے والا۔ بڑا ہی حلیم اور بردبار اور پردہ پوش کروڑہا نفرت کے کاموں اور مکروہ گناہوں کو دیکھنے والا اور ہرگز نہ پکڑنے والا اگر اس کا روحانی جمال تمثیل کے طور پر ظاہر ہو۔ تو ہر ایک دل پروانہ کی طرح اس پر گرے۔ پر اس نے اپنا جمال غیروں سے چھپایا۔ اور انہی پر ظاہر کیا۔ جو صدق سے اس کو ڈھونڈتے ہیں۔ اس نے ہر ایک خوبصورت چیز پر اپنے حسن کا پرتو ڈالا۔ اگر آفتاب ہے یا ماہتاب یا وہ سیارے جو چمکتے ہوئے نہایت پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ یا خوبصورت انسانوں کے منہ جو دلکش اور ملیح دکھائی دیتے ہیں۔ یا وہ تازہ اور تر بتر اور خوشنما پھول جو اپنے رنگ اور بو اور آب و تاب سے دلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ یہ سب در حقیقت ظلی طور پر اس حسن لازوال سے ایک ذرہ کے موافق حصہ لیتے ہیں۔ وہ حسن ظن اور وہم اور خیال نہیں۔ بلکہ یقینی اور قطعی اور نہایت روشن ہے۔ جس کے تصور سے تمام نظریں خیرہ ہوتی ہیں۔ اور پاک دل اسکی طرف کھینچے جاتے ہیں۔" (آئینہ کمالات صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۲)

(باقی)

اعلان نکاح

عزیزم راجہ محمد یعقوب خاں (پسر راجہ مدد خاں صاحب مرحوم قادیان) کا نکاح قریشی حکیم فیروز الدین صاحب قلعہ صوبا سنگھ کی صاحبزادی امۃ الرشید مبارکہ کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹/۱۲/۵۳ کو بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین اور سلسلہ کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے آمین

(عبد الواحد نائب ناظر دعوت و تبلیغ)

درخواست ہائے دعا

(۱) خاکسار آجکل بعض مشکلات اور پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار سید محمد ہاشم بخاری

(۲) میرے والد چودھری شرف الدین صاحب کو عرصہ بیس سال سے دوران سر کی بیماری نے بہت تنگ کیا ہوا ہے۔ لیکن اب آہستہ آہستہ یہ بیماری بڑھ رہی ہے۔ جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد صادق احمدی سکرٹری مال جماعت احمدیہ چاہ احمدیاں والا ڈاکخانہ مخدوم رشید ضلع ملتان۔ (۳) میرے بھائی جان شیخ عبد المنان صاحب کے ہاتھ کی رسولی کا اپریشن ہوا ہے۔ بزرگان و احباب جماعت کی خدمت میں بھائی جان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دوبارہ دعا کی درخواست ہے۔ نعیم الرحمن حبیب از کراچی۔

(۴) میری والدہ صاحبہ اہلیہ بابو محمد شفیع صاحب چیف کالج لاہور بہت دنوں سے بیمار ہیں۔ درد دل کے دورے سخت قسم کے پڑتے ہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے۔ کہ والدہ صاحبہ کی صحت کاملہ و

۶ مارچ کو لاہور کی صورت حال بالکل قابو سے باہر ہو چکی تھی

پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں مارشل لاء کے ناظم اعلیٰ میجر جنرل اعظم خاں کا بیان

گذشتہ سے پیوستہ

سوال:- کہا جاتا ہے۔ کہ ۴ اور ۵ مارچ کی رات کو پولیس تو گولی چلا رہی تھی اور ...... اس کے خلاف مردہ باد کے نعرے لگائے جا رہے تھے لیکن فوج جہاں جاتی تھی۔ پاکستانی فوج زندہ باد کے نعروں سے اس کا خیر مقدم کیا جاتا تھا۔ اور اسے ہار پہنائے جاتے تھے۔

ج:- یہ بیان قطعاً غلط ہے۔ ایسی ایک بھی مثال نہیں ہے۔ کہ فوجیوں کو ہار پہنائے گئے ہوں ایک مرتبہ مجھ سے اس کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ اور میں نے اس کی تردید کر دی تھی۔ اور کہا تھا۔ کہ ثبوت میں کوئی مثال پیش کی جائے۔ لیکن کوئی مثال پیش نہیں کی گئی۔

س:- کیا آپ کو کبھی بتایا گیا ہے۔ کہ ہجوم پاکستانی فوج زندہ باد کے نعرے لگاتا تھا۔

ج:- اگر پولیس کا کوئی افسر ایجی ٹیشن کرنے والوں کے پروپیگنڈے کا شکار ہو جائے۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔

میجر جنرل محمد اعظم خان نے بتایا کہ شہر میں امن و امان قائم کرنا میرا پہلا فرض تھا۔ اور میں نے شہر کے اندرونی علاقوں میں سخت کارروائی کا مشورہ دیا تھا۔

س:- کیا آپ نے پانچ تاریخ یا اس کے بعد فائرنگ کے بارہ میں کچھ سنا تھا۔

ج:- نہیں۔ لیکن مسٹر انور علی جنرل پولیس شام کو ۵ بجے میرے پاس آئے۔ اور بتایا کہ شہر کے نمائندوں کا ایک جلسہ گورنمنٹ ہاؤس میں منعقد ہو رہا ہے۔ وہ بہت گھبرائے ہوئے نظر آ رہے تھے انہوں نے مزید بتایا کہ شہر میں فائرنگ ہوئی ہے۔ اس سے عوام میں غصہ اور نافرمانی کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے مسٹر انور علی نے کہا تھا۔ کہ عوام پر اس طرح گولیاں چلانا سخت غلطی ہے۔ غالباً وہ پولیس کے فائرنگ کا تذکرہ کر رہے تھے کیونکہ فوج نے گولیاں نہیں چلائی تھیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ جب کبھی پولیس نے گولیاں چلائیں۔ اس کی تحقیقات ہوئی ہے۔

س:- کیا ۵ مارچ کو دن کے اڑھائی بجے بدامنی کی کوئی بڑی واردات ہوئی تھی۔

ج:- ایک واردات ہوئی۔ جب مجھے معلوم ہے شام کے ۵ بجے میں نے جنرل ہیڈ کوارٹر پر ایک جلسہ طلب کیا تھا۔ گورنمنٹ ہاؤس کے اطراف میں عوام کثیر تعداد میں جمع ہو رہے تھے۔ میں نے مارشل گارڈن سے فوج گورنمنٹ ہاؤس کی طرف روانہ کر دی۔ جہاں شور و غل مچا ہوا تھا۔ اور نعرے بلند کئے جا رہے تھے۔

س:- کیا آپ کو یاد ہے کہ آپ ۵ مارچ کو شام کے ۵ بجے کہاں تھے؟

ج:- میں جیمخانہ میں شام کے سات بجے تک موجود تھا۔

س:- مذہب کے نام پر جو اپیلیں ہوئی تھیں کیا ان سے فوج کی وفاداری میں کوئی فرق پیدا ہو گیا تھا۔ کیا فوج کی وفاداری میں شبہ کی گنجائش پیدا ہو گئی تھی۔

ج:- نہیں۔ پروپیگنڈے کا فوج پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور وہ برابر احکامات کی تعمیل کرتے رہے

س:- کیا آپ سے کبھی یہ شکایات کی گئی کہ احمدیوں نے جیپ کار میں بیٹھ کر عوام پر گولیاں چلائی ہیں۔

ج:- جلسہ میں اس کا تذکرہ ہوا تھا۔

س:- کیا آپ کو یہ معلوم ہوا کہ کس نے گولیاں چلائیں۔ اور کہاں چلائیں۔

ج:- مجھے اس بارے میں کوئی باضابطہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ مجھے اس امر کی بھی اطلاع نہیں ملی۔ کہ ایک بس کو جس پر صلیب احمر کا پرچم ناجائز طور پر لہرا رہا تھا۔ ایک کرفیو زدہ راستہ سے گذرنے کی اجازت دی گئی تھی۔

س:- اگر تمام شہر میں مکمل طور پر بغاوت ہو جاتی۔ تو آپ کیا کارروائی کرتے۔

ج:- اگر شہر میں مکمل طور پر بغاوت ہو جاتی تو میرا پہلا فرض یہ ہوتا۔ کہ بغاوت کو دباؤں۔ اور شہر میں امن و امان قائم کروں۔ یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے۔ کہ جب مارشل لاء کے نفاذ کا اعلان شام کے ۴ بجے کیا گیا۔ تو میں نے اسی روز شہر کی صورت حال پر قابو پا لیا تھا۔ میں نے مسجد وزیر خان کے فولادی دروازے کو کھلوانا خلاف مصلحت خیال کیا جس میں عوام نے خود کو مقفل کر لیا تھا۔ میں نے انہیں وہاں مقید رہنے کی اجازت دیدی تھی۔ میں نے بجلی کے تار کٹوا کر بجلی کی روشنی سے لاؤڈ سپیکر کے استعمال سے اور پانی سے انہیں محروم کر دیا تھا۔ میرے کانفرنس میں بھی جو گورنمنٹ ہاؤس میں ۵ مارچ کو منعقد ہوئی تھی۔ وزیر اعلیٰ کو یہی باتیں بتائی تھیں۔ میں نے انسپکٹر جنرل پولیس کو بھی یہی مشورہ دیا تھا۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ کو میرے اس خیال سے متفق کر دیا تھا۔ میں نے مسجد وزیر خان کے واقعہ سے پیشتر شہر کے اندرونی علاقوں میں سخت کارروائیاں کرنے کا مشورہ دیا تھا

س:- آپ کی کیا تجاویز تھیں۔

ج:- چونکہ ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہلاک اور بعض پولیس افسران لاپتہ ہو گئے تھے۔ اور دیگر افسروں کے ساتھ سخت بدسلوکی ہوئی تھی۔ اس لئے میں نے یہ مشورہ دیا تھا۔ کہ شہر کے اندرونی علاقہ میں سخت کارروائی کی جائے۔ پولیس کو چاہیئے کہ وہ متاثرہ علاقوں کو پاک کرے اور امن قائم کرے۔ اگر پولیس سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ تو میں اس کو انجام دوں گا۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ شہر کا کوئی مخصوص علاقہ فوج کے حوالے کر دیا جائے

س:- ۴ مارچ کی شام کو جب آپ نے سنا کہ ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس قتل کر دیا گیا۔ تو آپ نے کیا کارروائی کی۔

ج:- مجھ کو خاص طور پر طلب نہیں کیا گیا۔ بلکہ فوج کو کوتوالی پر طلب کی گئی۔ میں نے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ صرف سول افسران کو کوتوالی میں ہیں۔ فوراً ایک کمپنی روانہ کر دی۔ اور بعد میں میں بھی وہاں پہنچ گیا۔

س:- کیا مارشل لاء کے نفاذ کے بعد فوج شہری علاقے کے اندر داخل ہوئی تھی۔

ج:- مارشل لاء کے نفاذ کے بعد سب سے پہلے ہم نے شہری علاقہ کو پاک کیا تھا۔ مجھے اس کارروائی میں کچھ مشکل پیش نہیں آئی۔ میں نے ۶ مارچ کو صرف ایک بٹالین استعمال کی۔ اور تمام علاقوں میں امن قائم کر دیا۔

س:- اگر ۴ یا ۵ مارچ کو آپ سے درخواست کی جاتی کہ شہر پر قبضہ کئے بغیر امن قائم کریں تو کیا آپ اس میں کامیاب ہو سکتے تھے۔

ج:- یقیناً میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ میں ہرگز یہ اصرار نہ کرتا کہ صورت حال پر قابو پانے کے لئے تمام ذمہ داری مجھ کو دیدی جائے۔

س:- کیا آپ نے ۶ مارچ کو گورنر سے درخواست کی تھی کہ وہ مداخلت کریں۔ اور اپنی حکومت کو ختم کریں۔ کہ تمام اختیارات فوج کو تفویض کر دیئے جائیں۔ تاکہ امن قائم کیا جا سکے۔

ج:- اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ۶ مارچ کو صورت حال بالکل قابو سے باہر ہو چکی تھی۔ حتیٰ کہ سکرٹریٹ کے ملازمین نے بھی ہڑتال کر دی تھی۔ اور وہ افسران بالا کے ساتھ گستاخی سے پیش آ رہے تھے۔ یہ حکومت کے وقار پر آخری ضرب تھی۔ ہمیں گورنمنٹ ہاؤس میں ٹیلیفون پر بار بار دھمکیاں مل رہی تھیں۔ کہ بجلی کاٹ دی جائے گی۔ اور یہ بھی اطلاع ملی تھی۔ کہ دو تین ہزار آدمیوں پر مشتمل ایک جلوس شہیدوں کا جنازہ لئے ہوئے قبرستان جا رہا ہے۔ جس کو حکومت نے پرامن جلوس قرار دیا ہے۔

میں نے حکومت سے درخواست کی کہ وہ جلوس کو آگے بڑھنے دیں۔ وزیر اعلیٰ نے دریافت کیا کہ کس قدر فوج میرے پاس ہے۔ میں نے جواب میں بتایا کہ میرے پاس کافی تعداد میں فوج موجود ہے۔ اگر آپ حکم فرمائیں۔ تو میں مجمع کو منتشر کر دوں گا۔ وزیر اعلیٰ نے جواب میں بتایا۔ کہ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ پھر پوچھا۔ کہ آپ کتنے آدمیوں کو ہلاک کر سکیں گے۔ میں نے جواب میں بتایا [illegible] قائم کرنے کا معاملہ ہے۔ اور اس وقت سخت اقدام کی ضرورت ہے۔ اسی وقت وہ منتشر ہوں گے۔ گورنر سخت اقدام کرنے کے حق میں تھے۔ وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ ایک بیان شائع کیا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے امن قائم ہو جائے گا۔ میں نے پھر ایک بار بتایا۔ کہ آپ بیان شائع کریں یا نہ کریں۔ مگر امن قائم کرنے کے لئے آپ کو سخت اقدام کرنا چاہیئے۔ ورنہ تمام لاہور نیست و نابود ہو جائیگا۔ اور اس سے پاکستان کو تباہ کن نقصان پہنچے گا۔ میں نے گورنر کو دیکھ کر پوچھا۔ کہ کیا میں ان سے تنہائی میں بات کر سکتا ہوں۔ گورنر مجھے لے کر صحن میں چلے گئے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ اب وقت آ چکا ہے کہ وہ خود مداخلت کریں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے اختیارات نہیں ہیں۔ میں جلسہ میں واپس آیا۔ اور حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا وہ مجھ پر بھروسہ کریں گے مگر حاضرین نے میری طرف کوئی توجہ نہیں کی۔

میں نے اس کے بعد چیف آف دی جنرل اسٹاف جنرل ناصر خان سے ٹیلیفون کے ذریعہ بات چیت کی اور انہوں کو بتایا۔ کہ اب وقت آ چکا ہے کہ ہم مداخلت کر کے امن قائم کریں۔ میں نے یہ بھی بتا دیا۔ کہ شہری حکام اختیارات مجھے تفویض کرنے پر راضی نہیں ہیں۔ انہوں نے دفاعی سیکرٹری سے بات چیت کی اور تھوڑی دیر کے بعد خود دفاعی سیکرٹری نے ٹیلیفون کے ذریعہ مجھ سے بات چیت کی۔ میں نے تمام صورت حال سے انہیں روشناس کر دیا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ کیا میں صورت حال پر قابو حاصل کر سکتا ہوں میں نے جواب میں بتایا کہ میں چھ گھنٹے سے لے کر بارہ گھنٹے کے عرصہ میں صورت حال پر قابو حاصل کر لوں گا۔ صرف گھنٹے کے بعد مجھ کو اجازت دے دی گئی

س:- اگر ۶ مارچ کو شہر فوج کے حوالے نہ کیا جاتا تو صورت حال کیسی ہوتی؟

ج:- میں فخریہ طور پر کچھ کہنا نہیں چاہتا ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر میں مداخلت نہ کرتا۔ تو صرف ڈیڑھ گھنٹے کے اندر لوٹ مار، قتل و غارت گری سے تمام شہر برباد ہو جاتا۔

س:- جب فوجی گشتی دستے شہر کے بیرونی علاقہ میں نقل و حرکت کر رہے تھے تو انہوں نے غیر قانونی مجمعوں کو کیسے منتشر نہیں کیا۔

ج:- جب کبھی ہم ایسے مجمع کے پاس پہنچے۔ وہ فوراً منتشر ہو گیا۔ ہمیں عام طور سے شہر کے باہر رکھا گیا تھا۔ مگر بدامنی کا مرکز دراصل شہر کا اندرونی علاقہ تھا۔ اگر اس علاقہ میں فوج طلب کی جاتی۔ تو وہ آسانی سے بدامنی دور کر سکتی تھی۔

س:- کیا یہ درست ہے۔ کہ بریگیڈیئر حق نواز نے ۵ مارچ کے ایک جلسہ میں یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ پولیس اسٹیشن میں فوج رکھی جائے۔ مگر آپ نے یہ تجویز

منتشر کر دی تھی۔

ج:۔ کسی نے ایسی تجویز پیش نہیں کی۔ اور میں نے اس کی مخالفت نہیں کی یہ ذمہ داری کرنل علیم الدین کی تھی۔

س:۔ انہوں نے اس نازک موقعہ پر کیوں اس قدر بیدلی سے کارروائیاں کی تھیں۔ جب کہ بہتر قیادت کی ضرورت تھی۔

ج:۔ بہترین پولیس کافی تعداد میں موجود تھی۔ اور اگر وہ سخت پالیسی پر عمل کرتی۔ تو وہ فوجی امداد کے بغیر صورت حال پر قابو حاصل کر لیتی۔ اس وقت امن قائم کرنے کے لئے مستقل ارادہ اور دلیری کی ضرورت تھی۔ جماعت اسلامی کے وکیل چوہدری نذیر احمد کے اس سوال پر کہ ۶ مارچ کو اختیارات سنبھالنے کے بعد کیا فوج نے گولیاں چلائی تھیں۔ جنرل اعظم خان نے جواب میں بتایا۔ کہ میں یہ بتا دیا چکا ہوں۔ کہ جب مارشل لاء ختم ہوا۔ تو ہلاک شدہ آدمیوں کی کل تعداد گیارہ اور زخمیوں کی انچاس تھی۔

س:۔ ۶ اور ۷ مارچ کو کتنی بار فوج نے گولیاں چلائیں۔

ج:۔ ۶ اور ۷ مارچ کو کل گیارہ آدمی ہلاک اور انچاس زخمی ہوئے۔

س:۔ کیا آپ کے خیال میں اگر ۲ اور ۳ مارچ کو سخت کارروائی کی جاتی۔ تو مارشل لاء کے نفاذ کی ضرورت لاحق ہوتی۔

ج:۔ اس کی ضرورت نہ پڑتی۔ گواہ نے بتایا کہ سرکاری افسروں اور حکومت کے اراکین جو ۵ مارچ کی صبح کو گورنمنٹ ہاؤس میں موجود تھے وہ خوف زدہ معلوم ہوتے تھے۔ کونسل مسٹر یعقوب علی خان کی جرح پر جنرل اعظم خان نے کہا کہ ۵ مارچ کے اجلاس میں شریک فوجی افسروں نے اجلاس کی کارروائی کا ریکارڈ مرتب نہیں کیا تھا۔

س:۔ ۵ مارچ کے وزیر اعلیٰ کے مکان پر جو کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس میں آپ کو کیوں مدعو کیا گیا تھا۔

ج:۔ مجھے فسادات کے سلسلہ میں بلایا گیا تھا مجھ سے یہ نہیں کہا گیا تھا۔ کہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے قتل کے بعد حالات خراب ہو گئے ہیں۔ اس لئے مجھے بلایا گیا ہے۔ یہ کانفرنس رات کو ڈھائی بجے گیا تھا۔ اور صبح پانچ بجے واپس آگیا تھا۔ یہ کانفرنس اسی طلب کی گئی تھی۔ کہ حالات بہت زیادہ خراب ہو چکے تھے۔

سوال:۔ کیا اس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ دوسرے دن بعض سول افسران اور فوجی افسران مل کر ایک منصوبہ بنائیں۔

ج:۔ جی ہاں صرف یہ طے کیا گیا تھا۔ کہ فوج پولیس کی امداد کرے گی۔

س:۔ جو فیصلے پہلے کئے جا چکے تھے۔ کیا ان کے علاوہ بھی اور فیصلے کئے گئے تھے۔

ج:۔ جی نہیں۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں نے سخت کارروائی کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ میں نے اندرون شہر کی صورت حال پر قابو پانے پر زور دیا تھا۔

س:۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ آپ کے مشوروں سے استفادہ کرنے کے لئے آپ کو کانفرنس میں بلایا گیا تھا۔

ج:۔ یہ صحیح ہے۔ اور میں نے مشورے بھی دیئے تھے۔

س:۔ کیا آپ سے مزید فوج دینے کے لئے نہیں کہا گیا تھا۔

ج:۔ جی نہیں۔ اس مقصد کے لئے مجھے بلانا قطعی غیر ضروری تھا۔ فوج کے کمانڈر کے ذریعہ ایک لمحہ کے نوٹس پر فوج کو طلب کرنا ممکن تھا۔ میں ایک پوری بریگیڈ فوج ان کے سپرد کر چکا تھا۔ اور انہوں نے مجھے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ فوج ناکافی ہے۔

س:۔ کانفرنس میں وزیر اعلیٰ نے کیا رائے ظاہر کی تھی۔

ج:۔ انہوں نے کہا تھا۔ کہ امن بحال کیا جانا چاہئے۔ پہلے پولیس کو کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس کے بے اثر ثابت ہونے پر فوج کو پولیس کی امداد کرنی چاہیئے۔

عدالت نے سوال کیا۔ کہ کیا وزیر اعلیٰ نے یہ کہا تھا کہ فوج صرف دکھاوے کے لئے استعمال کی جائے۔

ج:۔ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔ لیکن اتنا کہا تھا۔ کہ فوج اس طرح گشت کرے کہ سب کو نظر آ جائے۔ فوج کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مظاہرین کو مرعوب اور خوف زدہ کیا جائے۔ اور ضرورت پڑے تو ہجوم کو منتشر بھی کرے۔ جنرل اعظم نے کہا۔ کہ اگر ۴ مارچ کو مجسٹریٹ فوج کو ہجوم منتشر کرنے کا حکم دیتے تو فوج ان پر یقیناً عمل کرتی۔

س:۔ کیا یہ صحیح ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ کہ ہجوم کو منتشر کرنے کی ضرورت پیش آنے پر فوج کو استعمال نہ کیا جائے۔

ج:۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا۔

س:۔ میں آپ کے حسب ذیل تحریری بیان پر آپ کی توجہ دلاتا ہوں۔ "وزیر اعلیٰ نے کہا ہے۔ کہ فوج گشت کرتی رہے تاکہ زیادہ طاقت کا مظاہرہ ہو۔ لیکن وہ یہ نہیں چاہتے۔ کہ فوج کو غیر قانونی ہجوموں کو منتشر کرنے کے لئے طاقت استعمال کرنے کی اجازت دی جائے"۔ اس بیان کے متعلق آپ کیا کہنا چاہتے ہیں

ج:۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ وزیر اعلیٰ نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ باہر سے شہر میں آنے والے مظاہرین کو روکا جائے۔ یا پولیس کی امداد کے لئے مخصوص علاقوں میں کرفیو نافذ کیا جائے۔ انہوں نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ میں اپنے طور پر پہل کر کے فوج کو غیر قانونی ہجوموں کو منتشر کرنے کا حکم دوں بجز اس کے کہ مجسٹریٹوں کے حکم پر فوج ہجوم کو منتشر کرے

س:۔ آپ کو یہ خبر، تاریخ کو کس نے دی تھی۔ کہ ڈپٹی کمشنر اور پولیس کے سینئر سپرنٹنڈنٹ اس بات پر متفق ہو گئے ہیں۔ کہ فوج کو ہٹا دیا جائے۔

ج:۔ کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل علیم الدین نے۔

س:۔ کیا آپ نے انسپکٹر جنرل پولیس یا کسی اور افسر کو بتایا۔ کہ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس یا ڈپٹی کمشنر نے فوج کو ہٹا لینے کی تجویز پیش کی ہے۔

ج:۔ ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ میرے خیال میں اس معاملہ کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے۔ فوج کے بعض دستے جھانہ سے ہٹا کر چھاؤنی کے علاقہ میں لائے گئے۔ اور مناسب۔ فوج کو وہاں رہنے دیا گیا اور واپس بلائی ہوئی فوج کو بھی ایک منٹ کے نوٹس میں واپس بھیجا جا سکتا تھا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے مجھ سے اس قسم کی کوئی شکایت نہیں کی تھی۔ کہ اس علاقہ سے فوج پوری طرح ہٹالی گئی ہے۔

س:۔ آپ کو واپس بلائی ہوئی فوج دوبارہ اس علاقہ میں بھیجنے کے لئے کب کہا گیا؟

ج:۔ غالباً صبح کسی وقت

س:۔ کیا آپ کے پاس ایسا کوئی ریکارڈ موجود ہے۔ کہ ۶ مارچ کے بعد شہر میں کس قدر فوج متعین کی گئی۔ اور اس نے کس قدر گشت کی؟

ج:۔ اس قسم کی تفصیلات فراہم کی جا سکتی ہیں

س:۔ کیا گشت کرنے والے فوجی دستے غیر آئینی اجتماع کو منتشر کرنے کے لئے طاقت استعمال کرنے کے بعد اپنے صدر مقام پر پہنچ کر کوئی رپورٹ پیش کیا کرتے تھے۔ اور اس قسم کی رپورٹیں ریکارڈ میں موجود ہیں۔

ج:۔ گشت کرنے والے دستوں نے یقیناً اس قسم کے واقعات کی رپورٹ کی ہے۔ اور اس کا ریکارڈ بھی موجود ہو گا۔

س:۔ کیا کبھی گشتی دستے نے یہ اطلاع دی۔ کہ اسے ایسے حالات کا سامنا پڑا۔ جہاں طاقت کا استعمال ضروری تھا۔ لیکن اسے طاقت استعمال کرنے کی ہدایت نہیں دی گئی تھی؟

ج:۔ کسی مجسٹریٹ کے خلاف مجھ سے کوئی شکایت۔

جنرل نجیب کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کے الزام میں اخوان المسلمین کو توڑ دیا گیا

قاہرہ ۱۴ جنوری حکومت مصر نے آج سرکاری طور پر اخوان المسلمین کو توڑ دینے کا اعلان کر دیا۔ اور اس کے رہنمائے اعلیٰ شیخ الحدیبی کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اس جماعت کے دوسرے لیڈر بھی حراست میں لے لئے گئے ہیں۔ اخوان المسلمین کے صدر مقام کا محاصرہ کرنے میں فوج نے بھی پولیس کی مدد کی۔ حکومت کے ترجمان نے اعلان کیا ہے کہ اس جماعت کے توڑے جانے کے سلسلہ میں آج ایک سرکاری اعلان بھی جاری کیا جائے گا جس سے معلوم ہو گا کہ یہ قدم کیوں اٹھایا گیا ہے۔ اخوان المسلمین ایک مذہبی سیاسی جماعت ہے جو صدر مقام قاہرہ میں ہے۔ عالمی جنگ کے بعد دنیا کے مختلف حصوں میں اس کے ممبروں کی تعداد چالیس لاکھ بتائی گئی تھی۔ ۱۹۵۲ء میں جب جنرل نجیب برسر اقتدار آئے تو اس جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ ایک گروہ اسے سیاسیات سے الگ رکھنا چاہتا تھا۔ اور دوسرا اسے اور زیادہ سرگرم سیاسی جماعت بنانے کا حامی تھا۔ حکومت کے اس اقدام سے قاہرہ کے اسلامی کالج دار العلوم اور مسلم یونیورسٹی میں زبردست مظاہرے کئے گئے۔ انقلابی کونسل کے صدر مقام نے اعلان کیا ہے کہ ان مظاہروں کو معمولی اہمیت حاصل ہے اور حالات پر پوری طرح قابو پا لیا گیا ہے ایک سرکاری ترجمان نے اژانس فرانس پریس کے نمائندہ کو بتایا ہے کہ اخوان المسلمین کے توڑے جانے اور اس کے لیڈروں کی گرفتاریوں کی اصل وجہ وہ فساد نہیں جو کل قاہرہ یونیورسٹی کے طلبا میں رونما ہوا۔ ترجمان نے مزید بتایا کہ مصر کی انقلابی کونسل نے یہ دیکھا ہے کہ کچھ عرصہ سے اخوان المسلمین باغیانہ سرگرمیوں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ آج جو اقدام کیا گیا ہے۔ اس کی تیاری کچھ عرصہ پہلے ہی کر لی گئی تھی۔ یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کی اطلاع کے مطابق حکومت مصر کے ایک اعلیٰ رکن نے اخبارات کو بتایا ہے کہ اخوان المسلمین کے خلاف یہ کارروائی اس لئے کی گئی ہے کہ اس نے برطانوی سفارتخانہ سے مل کر مصر کی موجودہ حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کی تھی۔

رائٹر کی اطلاع کے مطابق انقلابی کونسل کے صدر مقام کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ قاہرہ سکندریہ نہر سویز کے علاقے اور مصر کے دوسرے حصوں سے اخوان المسلمین کے چار سو سے زیادہ لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اخوان المسلمین کی جماعت توڑ دی گئی ہے قاہرہ میں اس کے صدر دفاتر کو سر بمہر کر دیا گیا ہے اور پولیس نے ان کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ ترجمان نے مزید بتایا ہے کہ کل رات بھر انقلابی کونسل کا اجلاس جاری رہا۔ جس میں مصر کی اس آٹھ سالہ سیاسی مذہبی جماعت کو توڑ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ اجلاس قاہرہ یونیورسٹی میں رونما ہونیوالے کل کے فساد کے بعد طلب کیا گیا۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت مصر نے ایران کی انتہا پسند مذہبی جماعت "فدایان اسلام" کے قائد نواب صفوی کو حدود مصر سے جلد از جلد نکل جانے کا حکم دیدیا ہے۔ نواب صفوی اخوان المسلمین کے مہمان کی حیثیت سے دو روز قبل قاہرہ آئے تھے۔ پولیس ان کی کڑی نگرانی کر رہی ہے۔ ایک سرکاری ترجمان نے بتایا کہ اخوان المسلمین کی جماعت

انگریزوں کو مصر سے نکالنے کی ایک مہم چلا رہی ہے جسے حکومت مصر متواتر متنبہ کر چکی ہے کہ اگر وہ اپنی سرگرمیوں کو مذہبی حدود تک محدود نہیں رکھے گی تو دوسری سیاسی جماعتوں کی طرح اسے بھی توڑ دیا جائے گا۔ مصر کی انقلابی حکومت نے گزشتہ اکتوبر میں تمام سیاسی جماعتوں کو توڑ دیا تھا جن میں ملک کی مضبوط ترین سیاسی جماعت وفد پارٹی بھی شامل تھی اس وقت اخوان المسلمین کے قائد نے کہا تھا کہ ان کی جماعت مذہبی حیثیت رکھتی ہے اس لئے سیاسی جماعتوں کو توڑ دینے کا قانون اس کے خلاف استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے قبل آج صبح مصری وزارت داخلہ نے اعلان کیا تھا کہ کل قاہرہ یونیورسٹی کے میدان میں اخوان المسلمین کے حامی طلباء اور سرکاری جماعت محاذ آزادی سے تعلق رکھنے والے طلباء کے درمیان جو فساد ہوا تھا سرکاری وکیل کو تحقیقات شروع کرانے کا حکم دیدیا گیا ہے۔ اس اجتماع میں جو نہر سویز کے علاقے کی آزادی کے سلسلہ میں شروع کی ہوئی جدوجہد کی دوسری سالانہ تقریب کے سلسلے میں دعا کے لئے طلب کیا گیا تھا۔ اخوان المسلمین سے تعلق رکھنے والے طلباء کی بھاری تعداد شریک ہوئی تھی۔ یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کی مزید اطلاع ہے کہ اخوان المسلمین کے لیڈروں کو گرفتار کرنے کے لئے کل آدھی رات کو طول و عرض مصر میں بہت سے مقامات پر چھاپے مارے گئے۔ حکومت مصر کے ایک اعلیٰ افسر نے جس نے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع کیا ہے الزام عائد کیا ہے کہ اخوان المسلمین کے لیڈروں نے برطانوی سفارت خانہ کے تعاون سے جنرل نجیب کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے ملاقاتوں کا جو سلسلہ شروع کیا تھا۔ ان میں سے آخری ملاقات گزشتہ جمعہ کو ہوئی تھی جس میں برطانوی وزیر مچل کرسیویل نے بھی حصہ لیا تھا۔ یہ طاقتور جماعت ۱۹۲۸ء میں قائم ہوئی جس کے چند روز بعد سابق وزیر اعظم مصر نقراشی پاشا کو قتل کر دیا گیا تھا۔ ایک سرکاری ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اخوان المسلمین کے لیڈروں کو گرفتار کرنے کی مہم آج تین دن سے جاری ہے۔ اب تک چار سو لیڈر گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کرنے سے قبل انقلابی کونسل نے قاہرہ شہر میں زبردست احتیاطی تدابیر اختیار کیں تاکہ کل کے فساد کی آگ دوبارہ نہ بھڑکنے پائے۔

مصر کے نائب وزیر اعظم کے مشیر اعلیٰ میجر آمین چاکر نے کہا ہے کہ یہ گرفتاریاں عارضی ہیں۔ اخوان المسلمین کے لیڈروں کے خلاف انقلابی فوجی عدالت کے سامنے مقدمہ چلایا جائے گا۔ اور اس جماعت کی تمام املاک جو مملکت کے اندر ایک مملکت کی حیثیت رکھتی ہیں ہو سکتا ہے کہ ضبط کر لی جائیں۔

بہت سے فوجی افسر گرفتار

اخوان المسلمین کے لیڈر جو گرفتار ہیں۔ ان میں جماعت کے نگران اعلیٰ ڈاکٹر حسین الحدیبی جنرل سیکرٹری عبد الحکیم عابدین سعود محفوظ اخوان گروپ لیڈر صالح الشادی بھی شامل ہیں۔ بہت سے فوجی افسروں سول ملازمین اور طلباء کو بھی گرفتار کیا گیا ہے ملٹری پولیس کی اسپیشل برانچ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اخوان المسلمین کے ممبروں پر کڑی نظر رکھے اور ذرا سا بھی ایجی ٹیشن ہو تو اسے کچل دے۔

وزرائے اعظم کی کانفرنس میں پاکستان کیلئے امریکی فوجی امداد پر بحث نہیں ہو گی

لنکا کے وزیر اعظم کا کراچی میں اعلان

کراچی ۱۴ جنوری۔ لنکا کے وزیر اعظم سر جان کوٹلہ والا نے جو دو روز کے لئے پاکستان کے سرکاری دورے پر کل شام یہاں پہنچے ہیں بتایا ہے۔ کہ انہوں نے گذشتہ ماہ ایشائی وزرائے اعظم کی کانفرنس طلب کرنے کی جو تجویز پیش کی تھی۔ اس سے ان کا مقصد دوستانہ تبادلہ خیالات اور ممبر ملکوں کے باہمی مفاد سے تعلق رکھنے والے مسائل پر بحث کرنا ہے یہ محض ایک تجویز ہے۔ اسے کسی دعوت نامے کی حیثیت بھی حاصل نہیں۔ اور اس سے کوئی نتیجہ بھی زیادہ البتہ نہیں۔ اخباری نمائندوں سے ملاقات کے دوران میں وزرائے اعظم کی مجوزہ کانفرنس کے متعلق اپنا اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ یہ تجویز محض اس لئے پیش کی گئی ہے۔ کہ دنیا کو یہ محسوس کرایا جائے کہ ایشیا کے ساٹھ کروڑ باشندے جو غیر ملکی اقتدار سے آزاد ہو چکے ہیں۔ ان کے مفاد مشترک ہیں۔ اور وہ اپنے مشترکہ مسائل پر بحث کر سکتے ہیں۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "میں نے کبھی اور کسی شخص سے یہ نہیں کہا۔ کہ مجوزہ کولمبو کانفرنس میں پاکستان کے لئے مجوزہ امریکی فوجی امداد کے سوال پر بحث کی جائے گی۔ اس کانفرنس میں صرف ایسے مسائل پر بحث کی جائے گی جو متفقہ طور پر ایجنڈے میں شریک کئے گئے۔ اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں چھیڑا جائے گا جس پر کوئی ملک بحث کرنا نہ چاہتا ہو۔" انہوں نے مزید کہا۔ کہ میں نے ابھی تک مجوزہ کانفرنس کے لئے کوئی رسمی ایجنڈا تیار نہیں کیا۔

سوال کیا گیا کہ آپ سب سے کانفرنس میں کون کون سے خاص مسائل زیر بحث لانے کے خواہشمند ہیں جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے ہم آپس میں ملیں گے۔ اور اس کے بعد یہ فیصلہ کریں گے۔ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اس کانفرنس کا مقصد متعلقہ ممالک کو ایک بہت بڑے خوش و خرم خاندان کی حیثیت دینا ہے ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس کانفرنس کا اصل مقصد اس براعظم کی کثیر آبادی کے لئے کھانا کپڑا اور تعلیمی سہولتیں مہیا کرنا ہے۔ یہ کانفرنس اپریل کے آخر یا مئی میں کولمبو کے مقام پر منعقد ہو گی۔ بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو نے اس کانفرنس میں شریک ہونے پر رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ دریافت کیا گیا کہ اپنے دو روزہ قیام کراچی کے دوران وہ وزیر اعظم پاکستان سے کس قسم کی بات چیت کریں گے جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں صرف اہل سیلون کی طرف سے اہل پاکستان کے لئے محبت اور خیر سگالی کا پیغام لایا ہوں۔ ریڈیو پاکستان کی اطلاع کے مطابق سر جان کوٹلہ والا نے کہا کہ مجوزہ کولمبو کانفرنس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں چھیڑا جائے گا۔ جس پر کوئی ملک بحث نہ کرنا چاہتا ہو۔ ہم سب خود مختار ہیں اور خود مختار ممالک کا ایک دوسرے ممالک پر حکم چلانا انتہائی مضحکہ انگیز ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس قسم کی کانفرنسیں باری باری تمام ہمسایہ ملکوں میں ہوں۔ اس طرح باہمی مفاہمت کی گفتگو ہو گی۔

ایجنٹ حضرات کی خاص توجہ کے لئے

اس دفعہ دفتر الصلح جلسہ سالانہ کی وجہ سے معہ ضروری سٹاف ربوہ منتقل ہو گیا تھا جس کی وجہ سے بل ہائے ایجنسی وقت پر ارسال نہیں کئے جا سکے۔ لہٰذا ایجنٹ حضرات سے درخواست ہے کہ وہ ازراہ تعاون بلوں کی رقوم ۲۰ جنوری ۱۹۵۴ء تک دفتر الصلح میں بھیج کر ممنون فرمائیں۔

بعض ایجنٹ حضرات کے ذمہ بقایا ہے ان کو فرداً فرداً بلوں میں بھی اس کے متعلق لکھا گیا ہے۔ وہ اپنی رقم بروقت ادا فرمائیں۔ زیادہ بقایا ان کے لئے اور خود دفتر کے لئے بھی مشکلات کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر دفتر کی اس درخواست پر توجہ نہ فرمائی گئی تو مجبوراً بنڈل روکنا پڑے گا۔ اور تمام تر نقصان کی ذمہ داری ان ایجنٹ صاحبان پر ہو گی۔ مطلع رہیں۔

خاکسار مینیجر الصلح کراچی ۳